کتاب نما

ملاقاتیں، ڈاکٹر سید عبدالباری۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف آب جکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی۔ صفحات: ۳۱۲۔ قیمت: ۱۴۵ روپے۔

ڈاکٹر سید عبدالباری [شبنم سبحانی] بھارت کے معروف اُردو ادیب، نقاد اور شاعر ہیں۔ ان کی مرتبہ یہ کتاب بیسویں صدی کی حسب ذیل ممتاز شخصیات سے مصاحبوں کا مجموعہ ہے: ○ ڈاکٹر سید محمود ○ ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی ○ جناب محمد اسماعیل ○ بیرسٹر یٰسین نوری ○ قاری محمد طیب ○ مولانا عبدالماجد دریابادی ○ مفتی عتیق الرحمٰن ○ محمد مسلم ○ بدرالدین طیب جی ○ مفتی فخرالاسلام ○ مولانا ابواللیث اصلاحی ○ مولانا صدرالدین اصلاحی ○ الحاج ذوالفقار ○ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔

بقول مولف: ''یہ وہ افراد ہیں جنھوں نے گذشتہ صدی میں ملک وملت کی تعمیر وترقی اور اسے تباہی وانتشار سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا اور اس صدی کی برصغیر کی تاریخ ان کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی''۔

ڈاکٹر سید عبدالباری کا انداز، روایتی انٹرویو نگاروں سے قدرے مختلف ہے۔ مصاحبے کا آغاز وہ براہِ راست سوال جواب سے نہیں کرتے، بلکہ انٹرویو سے پہلے باقاعدہ ایک تمہید باندھتے ہیں اور اس تمہید میں، وہ ماحول کا پورا نقشہ کھینچتے اور گردوپیش پر تبصرہ بھی کرتے ہیں۔ بتاتے ہیں کہ کس شخصیت تک وہ کب اور کیسے پہنچے؟ اس سفر کی مختصر روداد بھی بیان کردیتے ہیں۔ اُن کے دل کش اور افسانوی اسلوب کی وجہ سے، اس طرح کی تمہیدات کہیں کہیں تو ایک شگفتہ سفرنامے کا ٹکڑا معلوم ہوتی ہیں۔ پھر متعلقہ شخصیت سے قاری کو متعارف کروانے کے لیے اُس کا سراپا بیان

کرتے ہیں اور اس کی سیرت و کردار کے تابناک گوشوں کو نمایاں کرتے ہوئے، پوری ایک فضا بناتے ہیں۔ سوال و جواب شروع ہوتے ہیں تو ان کے درمیان وہ اپنی سوچ اور اپنے تبصروں کے ذریعے اور ماحول کی نقشہ کشی کرتے ہوئے بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ بسااوقات وہ اپنی سوچ یا محسوسات کو کسی شعر (زیادہ تر علامہ اقبال اور اکبر کے اشعار) کے ذریعے پیش کرتے ہیں۔ لیکن دل چسپ بات یہ ہے کہ اشعار کے نقل میں کئی جگہ انھوں نے (نادانستہ) تصرف کر دیا ہے (یہ حافظے کی کارفرمائی ہے) مثلاً: ص ۰، ۷، ۱۱۷، ۱۲۹، ۱۷۴، ۲۳۰ وغیرہ۔

ان مصاحبوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذکورہ مسلم رہنما، مسلمانوں کے زوال و انحطاط، ان کی پس ماندگی خصوصاً ان میں تعلیم کی کمی پر پریشان اور فکرمند ہیں۔ یہ سب حضرات اپنی اپنی سمجھ، فہم و بصیرت اور صلاحیتوں کے مطابق تعلیمی، علمی، سماجی اور سیاسی میدان میں بھارتی مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اُن کی ترقی اور ان کے مستقبل کے لیے اپنی سی کاوش اور جدوجہد کرتے رہے۔ مایوس کن حالات میں بھی وہ کبھی بددل نہیں ہوئے۔ ان سب حضرات کے نزدیک اسلام کا مستقبل بہت روشن ہے۔

ان مصاحبوں سے بعض اہم اور دل چسپ باتیں سامنے آتی ہیں، مثلاً ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی کے والد یوپی میں جج (منصف) تھے۔ گورنر میلکم ہیلے چاہتے تھے کہ وہ ایک مقدمے میں فیصلہ، حکومت کی حمایت میں کریں، مگر فریدی صاحب نہیں مانے۔ گویا بڑے ذمہ دارانہ مناصب پر فائز نام ور۔ انگریز بھی بددیانتی اور سازش کیا کرتے تھے--- مفتی فخرالاسلام عثمانی اس بات کو یوپی کے مسلمانوں پر ایک ''بہت بڑا سنگین الزام'' قرار دیتے ہیں کہ یوپی کے مسلمان، قیامِ پاکستان کی تائید میں تھے۔

دارالعلوم دیوبند بھارت میں مسلمانوں کا بہت بڑا تعلیمی مرکز ہے۔ سید عبدالباری صاحب نے بتایا ہے کہ وہاں ہر سال صرف ایک طالب علم کو ریسرچ پر لگایا جاتا تھا اور اسے ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا۔ وہاں انگریزی زبان کی تدریس کا انتظام تو تھا مگر اسے تعلیم کا لازمی جزو نہیں بنایا گیا اور نہ انگریزی کو باقاعدہ ایک مضمون ہی قرار دیا گیا (ص ۱۵۸)۔ قاری محمد طیب صاحب نے اس بدقسمتی کا بھی اعتراف کیا کہ ''ذہنی اعتبار سے پست اور فروتر طبقہ ہمارے یہاں آتا

ہے''۔(ص۱۶۳)

مجموعی طور پر ملاقاتیں ایک دل چسپ، معلومات افزا اور ذہن وفکر کو روشن کرنے والی کتاب اور برعظیم کے مسلمانوں کی سبق آموز داستان ہے۔ قاری محمد طیب صاحب نے پتے کی بات کہی ہے کہ قوم وہی زندہ رہ سکتی ہے جو اقدام کرے۔ اگر وہ دفاعی صورت اختیار کرے گی تو ختم ہو جائے گی۔ اسلام جب بھی بڑھا ہے اعلاے کلمۃ الحق اور شہادتِ حق کے راستے سے آگے بڑھا ہے۔ اُسے تو اِس بات پر جم جانا چاہیے کہ چاہے ہم فنا ہو جائیں لیکن خدا کے کلمے کو نیچا نہ ہونے دیں گے۔(ص۱۷۱)

کتاب میں شیخ الہند کا نام ہر جگہ ''محمود الحسن'' لکھا گیا ہے (ص ۶۲، ۱۴۴، ۱۵۴، ۱۷۹ وغیرہ) ''محمود حسن'' صحیح ہے۔ اسی طرح لاپرواہی (ص ۲۰۵) نہیں ''لاپروائی'' لکھنا چاہیے تھا۔ برعظیم کی سیاست و تاریخ اور بھارتی مسلمانوں کے مستقبل سے دل چسپی رکھنے والے اصحاب کے لیے ملاقاتیں میں قیمتی لوازمہ موجود ہے۔ کتاب کی طباعت و اشاعت معیاری ہے۔(رفیع الدین ہاشمی)

پاکستان میں عربی زبان، ڈاکٹر مظہر معین۔ ناشر: شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور۔ صفحات: ۲۴۰۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

فاضل مصنف نے پہلے باب بہ عنوان: ''پاکستان میں عربی زبان ورسم الخط'' میں بتایا ہے کہ ۶۴۴ء سے ۱۹۴۷ء تک برعظیم کے مختلف علاقوں میں سرکاری، دفتری اور عمومی زبان کی حیثیت سے عربی کی صورتِ حال کیا رہی ہے۔

مصنف بتاتے ہیں کہ غزنوی خاندان کے زمانۂ آغاز تک علمی اور دینی زبان تو عربی تھی ہی، مختلف حکومتوں کی دفتری زبان بھی بالعموم عربی رہی۔ عربوں کی دو ریاستیں، منصورہ اور ملتان میں قائم تھیں۔ ان کے چار سو سالہ دورِ حکمرانی میں یہاں عربی کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ فاضل مصنف نے ان دونوں ریاستوں کے تذکرے کے بجاے سندھ پر اکتفا کیا ہے۔ انھوں نے صرف سندھی زبان پر عربی کے اثرات کا جائزہ لیا ہے اور اس سلسلے میں چند الفاظ کی فہرست بھی

دی ہے۔ عرب دور میں سندھ نے کئی مقامی عرب شعرا پیدا کیے اور بہت سے سندھی علما نے سیرت، حدیث، فقہ اور علم کلام پر متعدد کتابیں لکھیں۔ ان میں ابوحشر سندھی اور ابوالعطا ملتانی کے نام معروف ہیں، مگر دونوں اصحاب کا نام کتاب میں نہیں ملتا۔

درحقیقت بلوچستان، سندھ اور جنوبی پنجاب کی زبانوں (بلوچی، سندھی اور سرائیکی) پر بھی عربی کے گہرے اثرات ہیں۔ یہاں بعض الفاظ (مثلاً ق اور ض) کا لہجہ خالص عربی کا ہے۔ ان زبانوں میں آج بھی کثیر تعداد میں عربی الفاظ ملتے ہیں جنھیں صرف ایک عربی دان ہی چھانٹ کر سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ان زبانوں میں فارسی الفاظ بھی کثرت سے ملتے ہیں۔

دوسرے باب میں مصنف نے بتایا ہے کہ ہمارے موجودہ نظامِ تعلیم (قدیم طرز کے دینی مدرسوں اور جدید تعلیم کے اداروں) میں عربی زبان کے نصاب اور تدریس وغیرہ کی کیا صورت ہے۔ باب ۳ میں پاکستان میں عربی زبان کی ترویج اور توسیع و ترقی کے لیے کی گئی کاوشوں کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں ضروری دستاویزات اور عربی مجلّات کی فہرست بھی شاملِ کتاب ہے۔

پروفیسر مظہر معین جامعہ پنجاب میں شعبہ عربی کے صدر اور اورینٹل کالج کے پرنسپل ہیں۔ جسٹس محبوب احمد کے بقول انھوں نے پاکستان میں عربی زبان کی تنفیذ کا مربوط مقدمہ، اہلِ علم اور اربابِ بست و کشاد کی دہلیز انصاف تک پہنچانے کی دل سوز کوشش کی ہے۔ (ص ۱۴)۔

اگرچہ کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں نظر آتی ہیں تاہم کتاب کی طباعت و اشاعت کا معیار اطمینان بخش ہے۔ (فیض احمد شہابی)

مشرف حکومت اور عدلیہ، عتیق الرحمٰن۔ ناشر: دارالشعور، ۳۲- میک لیگن روڈ، ایچ کے بی بی سنٹر، اے جی آفس چوک، لاہور۔ صفحات: ۱۹۷۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

وطن عزیز کے پاؤں میں مارشل لاؤں اور فوجی حکومتوں کی زنجیروں کا بدنما داغ نہ ہوتا تو نجانے یہ تعمیر و ترقی کی کتنی منزلیں طے کر چکا ہوتا۔ دنیا بھر کی عدالتیں فراہمیِ انصاف کا فریضہ انجام دیتی ہیں لیکن ہمارے ملک میں عدالتوں نے بعض اوقات (مجبوراً ہی سہی) فوجی آمریت کو سندِ جواز فراہم کی ہے۔ تاریخ میں عدلیہ کے ایسے فیصلوں کو کس نظر سے دیکھا جائے گا؟ یہ بتانے

کی ضرورت نہیں۔

عتیق الرحمٰن ایڈووکیٹ نے ایک دوسرے انداز سے، موجودہ عسکری حکومت اور اس کے احتساب کے وعدوں کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ اُنھوں نے دلائل فراہم کیے ہیں کہ عدلیہ نے ملک، قوم اور آنے والی نسلوں کے مفاد کو نظریۂ ضرورت پر قربان کر دیا۔ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف نے اپنے اپنے دورِ اقتدار میں (دو دو بار) عدلیہ کو جس طرح استعمال کیا۔ اس کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

موجودہ حکومت احتساب پر مکمل طور پر عمل درآمد کیوں نہ کر سکی؟ کروڑوں روپے لوٹنے والوں کو کیفر کردار تک کیوں نہ پہنچا سکی اور عدلیہ کی مجموعی کارکردگی کیوں نہ بہتر بن سکی؟ یہ تمام مباحث کتاب کے پچیس ابواب میں سمیٹ دیے گئے ہیں بقول مصنف: ''یہ کتاب مشرف دورِ حکومت کے عدالتی فیصلوں کی تاریخ ہے'' (ص ۵)۔

پاکستان، قانون اور حالاتِ حاضرہ سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ (محمد ایوب منیر)

ادراکِ زوالِ اُمت، جلد اول، راشد شاز۔ ناشر: ملّی پبلی کیشنز، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵۔ صفحات: ۵۳۳۔ قیمت: ۳۰۰ بھارتی روپے۔

خوش کن پیش کاری کے ساتھ اس کتاب میں وحی، تعبیر، فقہ، تصوف اور خود اہلِ فقہ و تصوف کے مابین پیدا کردہ مناقشوں کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ تاہم اس مجموعے کو ایک ایسی سوچ کی صدائے بازگشت قرار دینا غلط نہ ہوگا جو فی الحقیقت مرعوبیت اور تجدد پسندی ہی کا تسلسل ہے۔ مصنف کی فکرمندی سے انکار نہیں، اور محنت کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، مگر صحت پانے کی خواہش میں اگر کوئی خودکشی کے راستے پر چل نکلے تو اسے 'روشن خیالی' اور 'خردمندی' کے برعکس کسی لفظ ہی سے منسوب کیا جائے گا۔

مصنف نے لکھا ہے: ''اسلام کی ابتدائی صدیوں میں کس طرح رفتہ رفتہ وحی کے بجائے متعلقاتِ وحی کو اس قدر اہمیت ملتی گئی کہ مُسلم حنیف ہونا بڑی حد تک ایک تہذیبی شناخت بن کر

رہ گیا'' (ص۱۴)۔ کتاب کی بنیادیں اس 'معصومانہ جملے' میں پنہاں ہیں۔ اگر صرف حروفِ الٰہی سے ہدایت کا دائرہ مکمل ہونا مطلوب ہوتا تو انبیا و رسلؑ کے ادارے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

آگے چل کر کتاب میں جس طرح حدیث، فقہ اور تعامل کو یک رخے پن سے نشانۂ تنقیص و استہزا بنایا گیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کے دفاع سے زیادہ انہدام سرمایۂ حدیث و فقہ پیش نظر ہے۔ لکھتے ہیں: ''سنت کے حوالے سے اسوۂ رسولؐ کا ایک ماورائے قرآن ماخذ وجود میں آجانے سے، عملاً ہوا یہ کہ مسلمانوں کے یہاں بھی تاریخ، اسی تقدیس کی حامل ہوگئی جس کا شکار پچھلی قومیں ہوچکی تھیں'' (ص ۲۱۷)۔ ''ائمہ اربعہ ایک ایسی جبری تاریخ [ہے] جو بجا طور پر مسلمانوں کے عہدِ زوال سے عبارت ہے'' (ص ۳۰۵)۔ اسی نوعیت کے ''استدلال'' سے یہ کتاب عبارت ہے۔ (سلیم منصور خالد)

ہمارا سفر، ترتیب: عابدہ چغتائی۔ ناشر: الجمعیۃ پبلی کیشنز، مرکز طالبات، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۱۹۰۔ قیمت: ۴۰ روپے۔

اسلامی جمعیت طالبات پاکستان، معاصر مسلم دنیا میں طالبات کا ایک قابلِ قدر قافلۂ دعوتِ حق ہے جس نے مغرب اور خود مسلم دنیا کی سیکولر یلغار سے مسلم طالبات کو بچانے کے لیے عظیم جدوجہد کی ہے۔ ستمبر ۱۹۶۹ء میں قائم ہونے والی اس تنظیم نے مسلم خواتین کے مستقبل کو ایسی سعید روحوں سے مربوط کیا ہے کہ آج ہر میدان میں جدید پڑھی لکھی خواتین، اسلام کی حقیقی رضا و منشا کے مطابق دعوت، تربیت اور تعمیر کی کوششوں میں سرگرمِ عمل ہیں۔

یہ کتاب دراصل، اسلامی جمعیت طالبات کی تاریخ پیش کرتی ہے، جسے تنظیم کی سابق پانچ ناظماتِ اعلیٰ (ڈاکٹر اختر حیات، ڈاکٹر کوثر فردوس، ڈاکٹر فوزیہ ناہید، نگہت ودود، عابدہ فرحین) کے مصاحبوں (انٹرویوز) کی مدد سے ترتیب دیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اُن کے زمانۂ نظامت (۱۹۸۰ء-۱۹۸۷ء) میں مختلف النوع تجربات، مشکلات، واقعات اور اہم معلومات کو اس طرح پیش کیا جائے کہ قافلۂ راہِ حق میں شامل ہونے والی نئی طالبات اس حقیقت کو جان سکیں کہ یہ قافلۂ عزیمت کن راہوں سے گزر کر آج ہمیں سعادت و عزیمت کی شمعیں عطا کر رہا ہے۔ (س-م-خ)

جنات کا پوسٹ مارٹم، الشیخ حافظ مبشر حسین۔ ناشر: نعمانی کتب خانہ، اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۴۵۴۔ قیمت: درج نہیں۔

مستقبل میں قسمت کا حال جاننے کی آرزو اور تجسس ہمیشہ سے انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو رہا ہے۔ انسان بہتر زندگی کے لیے منصوبہ بندی اور تگ و دو کرتا ہے لیکن خوابوں کے محل تعمیر کرتے ہوئے، غیبی اور تخمینی علوم کا سہارا لیتا ہے اور اکثر و بیشتر صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے۔ اسی لیے اہلِ علم ایسے لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ ہر دور میں انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ زیرنظر کتاب میں قرآن وسنت کی روشنی میں نام نہاد عاملوں، کاہنوں، جادوگروں اور ایذا دینے والے جنات کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔

علمِ وحی نے صحیح سمت میں ہماری رہنمائی کی ہے۔ علم وحی سے ہٹ کر دیگر علوم کی بھی اپنی ایک تاریخ ہے اور وہ سبھی باطل بھی نہیں، لیکن ان علوم کی حقیقت کیا ہے؟ شریعت کی روشنی میں اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے بہت سے حقائق سے پردہ اٹھایا ہے۔ علمِ ہیئت اور علمِ نجوم کی حقیقت، علمِ کہانت وعرافت کی مختلف صورتوں، قیافہ شناسی اور دست شناسی کی شرعی حیثیت، فال، استخارہ، جفر، علم الاعداد، رمل اور جادوٹونے کی مختلف نوعیتوں پر سیرحاصل بحث کی گئی ہے لیکن کتاب کا سب سے دل چسپ حصہ جنوں کے بارے میں ہے۔ جنات کی اقسام، خوراک و رہایش، شادی بیاہ، انسانوں سے ان کا تعلق، ایذا رسانی اور جن نکالنے کے عام اور ائمہ سلف کے طریقوں کی تفصیل اور لائق مطالعہ ہے۔

کتاب میں، دم، تعویذ اور شیطانی وساوس دُور کرنے کے طریقے اور اس ضمن میں متفرق مباحث شامل ہیں۔ مصنف نے ان امور پر بحث کرتے ہوئے اعتدال سے کام لیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کے تجسس کے لیے باعث تشفی ہوگی۔ (عبداللہ شاہ ہاشمی)

پھٹا ہوا دودھ، اختر عباس۔ ناشر: ادارہ مطبوعات طلبہ، ۱-اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔ صفحات: ۱۶۹۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

اگر بچوں کو کوئی بہت اہم مسئلہ سمجھانا ہو لیکن سمجھانے والا سمجھانے کی اہلیت ہی نہ رکھتا ہو

تو نتیجہ خاطرخواہ نہیں نکلے گا۔ پھٹا ہوا دودھ کے مصنف کو خدا نے اس صلاحیت سے بخوبی نوازا ہے۔ یہ پرتاثیر، دل گداز اور ایک خاص کیفیت والی کہانیاں ہیں۔

ہمارا المیہ ہے کہ ہم بچوں کو کھانے پینے، اوڑھنے اور تعلیم وغیرہ جیسی تمام ضروریات تو مہیا کر دیتے ہیں، مگر ان کی جذباتی دنیا کی دیکھ بھال کرنا بھول جاتے ہیں۔ ان کہانیوں کو پڑھتے ہوئے شدت سے اِس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اگر ہم بچوں کے جذبات واحساسات کی پروا اور قدر کریں اور ان کے مثبت جذبات کو نشوونما دیں تو معاشرہ بہت خوب صورت دکھائی دے گا۔ ''آلنے سے گری'' کہانی اسی نکتے کو اجاگر کرتی ہے۔

ان کہانیوں میں افسانہ نگار، باتوں ہی باتوں میں ایسی بات کہہ جاتے ہیں کہ وہ سیدھی دل میں جا اترتی ہے اور بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ دراصل یہ ہمارے ہی معاشرے کے جیتے جاگتے انسانوں کی کہانیاں ہیں۔ مصنف نے ان کا اصل کردار دکھانے کی کامیاب کوشش کی ہے، مثلاً ہم اپنے اردگرد لاکھوں بچوں کو کام کرتا دیکھتے ہیں، ''پھرکی'' اسی طرح کے ایک بچے کی کہانی ہے۔

اختر عباس کو ''ایڈیٹر بھیا'' کے طور پر کہانی لکھنے اور اُسے پُراثر بنانے کا فن آتا ہے۔ چنانچہ ان کے مخصوص اسلوب میں لکھی گئی یہ کہانیاں ایسی ہیں کہ بقول طارق اسماعیل ساگر: ''آپ ایک بار انھیں پڑھنے بیٹھ گئے تو پھر اُن کے سحر سے بچ نہیں پائیں گے''۔(قدسیہ بتول)

تعارف کتب

☆ ایران کی چند اہم فارسی تفسیریں (دو جلدیں)، کبیر احمد جائسی۔ ناشر: قرطاس (ادارہ تصنیف و تالیف و ترجمہ) سی ۶۸، سٹاف ٹاؤن، کراچی یونیورسٹی، کراچی ۷۴۲۷۰۔ جلد اول، صفحات: ۲۰۳، قیمت: ۲۰۰ روپے۔ جلد دوم، صفحات: ۲۳۷، قیمت: ۱۸۰ روپے۔ [چند فارسی تفسیروں کا تعارف اور تجزیہ]۔

☆ مولانا شبلی بحیثیت سیرت نگار، ظفر احمد صدیقی۔ ناشر: مصنف، شعبہ اُردو، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، صفحات: ۳۰۴۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔ [مولانا شبلی کی سیرۃ النبیؐ میں بعض فروگذاشتوں اور لغزشوں کا ایک علمی محاکمہ]۔

☆ **اذان**، حبیب الرحمٰن ہاشمی۔ ناشر: مکتبہ قاسمیہ، ملتان۔ صفحات: ۱۲۸۔ قیمت: ۶۰ روپے۔[اذان کے احکام، مسائل، اہمیت وفضیلت، فوائد، احتیاطیں، اسلامی تاریخ میں اس کی روایت اور موذن کا مقام ومرتبہ وغیرہ پر ایک مفید کتاب]۔

☆ **جزیرہ کی بازیافت**، ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی۔ ناشر: فاران اکیڈمی، اقرا کالونی، علی گڑھ، یوپی، بھارت۔ صفحات: ۵۶۔ قیمت: ۳۰ روپے۔[بمبئی سے ۱۶۵ کلومیٹر دور واقع ریاست جنجیرہ (جزیرہ کی بگڑی ہوئی شکل) کے سفر کی ایک روداد۔ مصنف کی علمیت، شعری ذوق اور دل کش اسلوب نے اس روداد کو بہت دل چسپ بنا دیا ہے۔]

☆ **جمعہ کی چھٹی کی دینی وقومی اہمیت**، مولانا عامر عثمانی۔ ناشر: مکتبہ الحجاز پاکستان۔ ۲۱۹-اے بلاک سی، الحیدری، شمالی ناظم آباد، کراچی-۷۴۷۰۰۔ صفحات: ۱۶۔ قیمت: ۵ روپے۔[یومِ جمعہ کی فضیلت واہمیت اور جمعہ بطور تعطیل پر دل چسپ، مدلل اور اثر آفریں تحریر۔]

☆ **سورۃ الفاتحہ کے درس**، خرم مراد، تدوین: امجد عباسی۔ ناشر: منشورات، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۷۲۔ قیمت: ۲۱ روپے۔[سورۃ الفاتحہ کے چار محفوظ دروس کی تحریری ترتیب وتدوین۔ دل نشین انداز اور عام فہم اسلوب میں دین کی بنیادی باتوں کا بیان۔ عنوانات: خلاصۂ مضامین، شانِ نزول، اللہ کا تصور، شانِ ربوبیت، شانِ رحمت، شانِ عدل، بندگی اور عبادت، صراطِ مستقیم، ہدایت یافتہ لوگ---تعلیمی، تربیتی اور دعوتی لحاظ سے ایک مفید کتاب۔]

تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ (ادارہ)